محمد وسیم اختر مفتی

طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ

[''سیر و سوانح'' کا یہ کالم مختلف اصحاب فکر کی نگارشات کے لیے مختص ہے۔اس
میں شائع ہونے والے مضامین سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

(۲)

(گذشتہ سے پیوستہ)

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایام شورش ہی میں حضرت عثمان نے طلحہ کو بلایا،ان کے بیٹے موسیٰ ساتھ تھے۔وہ بتاتے ہیں،علی،سعد،زبیر اور معاویہ بھی وہاں موجود تھے۔عثمان نے ان سب کو خطاب کر کے کہا،تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور روے زمین پر بہترین افراد ہو۔تم نے اپنے اس ساتھی کو کسی زور زبردستی اور لالچ کے بغیر خلیفہ چنا تھا جو عمر رسیدہ ہو چکا ہے۔معترضین کے اعتراضات بہت عام ہو چکے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو سامنے رکھ کر اپنے قرابت داروں کی مدد کی ہے۔اگر تم اس عمل کو غلط سمجھتے ہو تو میں اپنی عطائیں واپس لے لیتا ہوں چنانچہ ان کے مشورہ پر عبداللہ بن خالد بن اسید اور مروان کو دیے جانے والے عطیے واپس لیے۔

بلوہ کے دنوں میں ملعون غافقی بن حرب مسجد نبویؐ میں جماعت کی امامت کرتا رہا،کچھ نمازیں علی،طلحہ بن عبید اللہ، ابوایوب انصاری اور سہیل بن حنیف نے پڑھائیں۔خلیفۂ مظلوم نے شہادت سے قبل بار بار طلحہ سے رجوع کیا،وہ ان کا ۵۰ ہزار کا قرض واپس کرنے آئے تو نہ لیا اور کہا،ابو محمد!(طلحہ کی کنیت) یہ تمھارے حسن سلوک کا صلہ ہے۔عثمان آخری بار گھر سے باہر آئے تو طلحہ،علی،زبیر اور دیگر اصحاب کو پاس بلایا،انھیں بیٹھنے کو کہا اور الوداعی خطبہ ارشاد فرمایا۔

ان باتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ روایات لغو اور بے سر و پا ہیں جن میں بیان ہوا ہے کہ طلحہ بن عبید اللہ نے ابن عدیس اور سودان بن حمران کے ساتھ مل کر سیدنا عثمان کے قتل کی سازش کی۔ بلوائیوں نے پانی بند کیا تو سیدنا عثمان نے اپنے پڑوسی آل حزم سے پانی مانگا اور علی، طلحہ، زبیر، عائشہ اور دوسری امہات المومنین کو پیغامات بھیجے۔ سب سے پہلے علی اور ام المومنین ام حبیبہ پانی لے کر آئے تو انھیں روک دیا گیا۔ طلحہ نے سیدہ ام حبیبہ سے فسادیوں کی بدسلوکی کا سنا تو پانی پہنچانے کے بجائے خانہ نشین ہو گئے۔ عمومی واقعات کے متضاد ایک اور روایت حکیم بن جابر کی ہے جس میں ہے، حضرت علی نے طلحہ کو باغیوں کے خلاف حضرت عثمان کا دفاع کرنے کو کہا تو وہ نہ مانے اور کہا، بنوامیہ کو چاہیے، حق از خود ادا کر دیں۔

شہید مظلوم کا جنازہ رات کے اندھیرے میں چراغ گل کر کے اٹھایا گیا۔ حکیم بن حزام، ابوجہم بن حذیفہ، نیار بن مکرم، جبیب بن مطعم، زید بن ثابت، کعب بن مالک، طلحہ، زبیر، علی اور حسن نے میت کو کندھا دیا۔

خلیفۂ مظلوم کی شہادت کے بعد مدینہ ۵ دن (دوسری روایت: ۲ دن) تک ملعون غافقی بن حرب کی امارت میں رہا۔ بصرہ سے آئے ہوئے باغی ایک بار پھر طلحہ کے پاس آئے اور انھیں زمام خلافت سنبھالنے کی دعوت دی لیکن انھوں نے سختی سے انکار کر دیا۔ اسی اثنا میں طلحہ، زبیر اور چند مہاجرین و انصار اکٹھے ہو کر حضرت علی کے پاس گئے اور کہا، امت امیر کے بغیر متحد نہیں رہ سکتی۔ ہاتھ بڑھایے، ہم آپ کی بیعت کرنا چاہتے ہیں لیکن وہ نہ مانے۔ یہ حضرات بار بار آتے اور کہتے رہے، خلافت کی عدم موجودگی میں اہل ایمان راہ راست پر نہ رہیں گے تو وہ راضی ہوئے۔ سب سے پہلے طلحہ نے اپنے شل ہاتھ کے ساتھ ان کی بیعت کی پھر زبیر آگے بڑھے۔ حبیب بن ذویب نے طنز کیا، بیعت کی ابتدا لنجے ہاتھ سے کی گئی ہے اس لیے اس کی تکمیل نہ ہو گی۔ دوسری روایت کے مطابق طلحہ نے بیعت میں تاخیر کی اور اشتر کے تلوار سونتنے پر ہاتھ آگے کیا۔ سعد بن ابی وقاص کا کہنا ہے، ان سے زبردستی بیعت لی گئی۔

حضرت علی خلیفہ بن گئے تو حضرت عثمان کے قصاص کے مسئلے پر طلحہ کا ان سے اختلاف ہو گیا۔ وہ زبیر اور دوسرے اکابر صحابہ کے ساتھ ان کے پاس آئے اور کہا، ہم نے بیعت کے وقت حدود اللہ قائم کرنے کی شرط لگائی تھی۔ یہ باغی گروہ عثمان کے قتل میں شریک رہا ہے، اس سے ان کے خون ناحق کا قصاص لینا فرض بنتا ہے۔ علی نے کہا، اس وقت زمانۂ جاہلیت کے حالات عود کر آئے ہیں، تاوقتیکہ لوگ ایک رائے پر جمع نہ ہو جائیں قصاص لینا ممکن نہیں۔ طلحہ نے تجویز دی کہ زبیر کو کوفہ کی اور انھیں بصرہ کی گورنری دے دی جائے تو وہ وہاں سے فوج اکٹھی کر لائیں گے جو مدینہ کو خوارج اور قاتلین عثمان سے خالی کرا لے گی۔ حضرت علی نے یہ مشورہ نہ مانا تو طلحہ و زبیر عمرہ کی اجازت

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

لے کر مکہ چلے گئے۔ سعید بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ ان کے ساتھ تھے لیکن مکہ جا کر الگ ہو گئے۔ ام المومنین سیدہ عائشہ کو حج کے بعد حضرت عثمان کی شہادت اور حضرت علی کے انتخاب کی اطلاع ملی تو راستے ہی سے مکہ واپس چلی گئیں۔ یعلٰی بن امیہ یمن سے اور عبداللہ بن عامر بصرہ سے پہنچے، یہ دونوں حضرت عثمان کے گورنر رہ چکے تھے۔ ایک ہزار (دوسری روایت کے مطابق ۳ ہزار) کا لشکر فراہم ہو گیا تو ان سب نے بصرہ جانے کا قصد کیا جہاں انھیں مزید حمایت ملنے کی امید تھی۔ بخاری کے الفاظ ہیں، ''جب طلحہ، زبیر اور عائشہ بصرہ گئے تو علی نے عمار بن یاسر اور حسن بن علی کو روانہ کیا۔ یہ دونوں کوفہ آئے اور منبر پر چڑھ کر لوگوں سے خطاب کیا۔ عمار نے کہا، عائشہ بصرہ آئی ہیں، واللہ! وہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ ہیں، دنیا و آخرت میں لیکن اللہ جانچنا چاہتا ہے کہ آپ اس کی پیروی کرتے ہیں یا عائشہ کی۔'' حضرت علی نے مقابلے میں آنے کا ارادہ کر لیا اور گورنر بصرہ عثمان بن حنیف کو جنگ کی تیاری کی ہدایت کی تاہم اہل مدینہ کی اکثریت جنگ نہ چاہتی تھی۔ عبداللہ بن عمر مکہ چلے آئے، وہ حضرت عائشہ کی فوج سے ملے نہ اپنی بہن ام المومنین حفصہ کو اس میں شامل ہونے دیا۔ ربیع الثانی ۳۶ھ میں بصرہ کے قریب مربد کے مقام پر جیش عائشہ کا عثمان کی فوج سے سامنا ہوا، طلحہ سرخ اونٹ پر سوار میمنہ کی ذمہ داری سنبھالے ہوئے تھے۔ پہلے دن ہلکی جھڑپ ہوئی پھر عائشہ لشکر کو بنو مازن کے مقبرے میں لے آئیں، دوسرے دن شدید جنگ ہوئی۔ ابن حنیف کو بہت جانی نقصان اٹھانا پڑا تو صلح پر مجبور ہوئے۔ شرائط کے مطابق قاضئ بصرہ کعب بن سور کو مدینہ بھیجا گیا جنھوں نے تحقیق کی کہ طلحہ و زبیر نے مجبوراً علی کی بیعت کی تھی۔ تائید میں خود حضرت علی نے خط لکھا اور کہا، اس وقت اگر دونوں قلادۂ اطاعت اتارنا چاہتے ہیں تو ان کو اجازت ہے۔ معاہدہ کے مطابق اب عثمان کو بصرہ طلحہ و زبیر کے حوالے کرنا تھا، وہ محل سے باہر نہ آئے تو اہل بصرہ نے اندر گھس کر انھیں نکالا اور ان کی ڈاڑھی نوچ ڈالی۔ حضرت عائشہ کے سامنے لایا گیا تو انھوں نے جانے کی اجازت دے دی۔ اب بصرہ کا ایک گروہ جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہوا، حضرت عثمان کا قاتل حکیم بن جبلہ ان میں آگے آگے تھا۔ وہ مارا گیا تو طلحہ و زبیر کی مخالفت ختم ہو گئی اور اہل بصرہ نے ان کی بیعت کر لی۔ خلیفۂ مظلوم کا ایک قاتل حرقوص بن زہیر بھاگ کر اپنے قبیلے بنو سعد میں چلا گیا۔

حضرت علی صرف ۷۶۰ سوار لے کر مدینہ سے نکلے، ذی قار میں ۱۰ ہزار سے زائد افراد ان کے ساتھ شامل ہوئے۔ کوفہ پہنچ کر انھوں نے قعقاع کو بصرہ بھیجا جنھوں نے سیدہ عائشہ، طلحہ اور زبیر سے ملاقات کی۔ صلح کے لیے قاتلین عثمان سے قصاص لینے کی شرط لگائی گئی تو قعقاع نے کہا، ایک قاتل مارنے کے لیے آپ نے چھ سو افراد کو قتل کر دیا۔ اب حرقوص کے درپے ہیں جس کی حمایت میں چھ ہزار افراد اکٹھے ہو چکے ہیں اس لیے اس شرط پر عمل کرنے

سے مزید فساد جنم لے گا۔ سیدہ عائشہ نے پوچھا، تو کیا کیا جائے؟ قعقاع نے کہا، مسئلے کا حل یہ ہے کہ حالات کو پرسکون ہونے دیا جائے، قصاص کو موخر کر دیا جائے اور علی کی بیعت کر کے خیر و برکت کی امید کی جائے۔ سیدہ عائشہ آمادہ ہو گئیں اور کہا، علی آ جائیں، ان کے بھی یہی خیالات ہوئے تو معاملہ طے ہو جائے گا۔ چنانچہ حضرت علی نے بصرہ روانگی کا اعلان کر دیا اور کہا، عثمان کی شہادت میں حصہ لینے والا کوئی شخص ہمارے ساتھ نہ چلے۔ یہ سن کر قاتلین عثمان کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ ان کی شہادت کی پلاننگ کرنے والوں کی مجموعی تعداد تقریباً اڑھائی ہزار تھی، ان میں ایک بھی صحابی نہ تھا۔ اشتر، شریح، ابن سبا، سالم اور علبا ان کے لیڈر تھے۔ انھوں نے اپنے اجلاس میں طے کیا کہ حضرت علی کے ساتھ چلا جائے، فریقین کو ہرگز اکٹھا نہ ہونے دیا جائے اور موقع دیکھ کر ان میں جنگ بھڑکا دی جائے۔ بصرہ میں قصر عبید اللہ بن زیاد کے پاس دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حضرت علی کی فوج کی نفری ۲۰ ہزار تھی اور جیش عائشہ ۳۰ ہزار کے عدد کو پہنچ چکا تھا۔ گھڑ سواروں کی کمان طلحہ کے پاس تھی۔ علی نے طلحہ و زبیر کو پیغام بھیجا، اگر تم قعقاع کے ساتھ کی جانے والی بات پر قائم ہو تو جنگ سے رکے رہو۔ رات ہوئی تو خلیفۂ مظلوم کے قاتلوں میں بے حد اضطراب تھا، پو پھٹنے سے پہلے ان کے دو ہزار کے قریب آدمیوں نے تلواریں سونتیں اور طلحہ و زبیر کی فوج پر ٹوٹ پڑے۔ فریقین میں سے ہر ایک یہ سمجھ رہا تھا کہ جنگ کی ابتدا دوسرے نے کی ہے۔ دیکھتے دیکھتے جنگ کا بازار گرم ہو گیا۔ ابن سبا کے ساتھی خوب قتل و غارت کر رہے تھے، علی پکار رہے تھے، رکو! رکو! لیکن کوئی ان کی سن نہ رہا تھا۔ حضرت عائشہ بھی ہودج پر سوار لڑائی روکنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ دوران جنگ میں علی نے طلحہ کو بلا کر پوچھا، کیا میں تمھارا دینی بھائی نہیں اور تم نے میری بیعت نہیں کر رکھی؟ پھر تم میرے خون کو کیوں حلال سمجھنے لگے ہو؟ طلحہ نے الزام لگایا، آپ نے حضرت عثمان کے خلاف لوگوں کو بھڑکایا تھا۔ جواب میں علی نے قاتلین عثمان پر لعنت بھیجی اور کہا، تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلیہ کو لڑنے کے لیے لے آئے ہو اور اپنی اہلیہ کو گھر میں چھپا رکھا ہے؟ پھر علی زبیر سے مخاطب ہوئے اور انھیں وہ دن یاد دلایا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی، زبیر! تم علی سے جنگ کرو گے حالانکہ تم زیادتی پر ہو گے۔ زبیر نے اس بات کی تصدیق کی۔ ایک روایت کے مطابق وہ فی الفور میدان جنگ چھوڑ کر چلے گئے۔ طلحہ پکارے، ہم نے عثمان کے معاملے میں کوتاہی کی اس لیے آج اس سے کوئی اعلیٰ مقصد نہیں پاتے کہ ان کا قصاص لینے کے لیے اپنا خون بہا دیں۔ اللہ! عثمان کے بدلے میں میری جان لے لے اور راضی ہو جا۔ ذہبی کہتے ہیں، طلحہ کو سیدنا عثمان کی نصرت نہ کر سکنے کی خلش تھی، اسی پر وہ پشیمان تھے۔ وہ حضرت عائشہ کے ساتھ کھڑے تھے (دوسری روایت کے مطابق زبیر کی طرح میدان جنگ چھوڑ کر جا رہے تھے) کہ ایک اندھا تیر

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.org

ان کی پنڈلی پر آ لگا اور اس میں سے پار ہو کر گھوڑے کے پہلو میں گھس گیا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ ان کے اپنے لشکر میں موجود مروان بن حکم نے پھینکا اور ابان بن عثمان کی طرف مڑ کر کہا، ہم نے تمھارے والد کے ایک قاتل کو ختم کر دیا۔ ابن کثیر نے اس روایت کو مشہور ہونے کے باوجود ترجیح نہیں دی۔ ان کا کہنا ہے، تیر کسی اور نے پھینکا تھا۔ گھوڑا بدک گیا اور طلحہ نے مدد کے لیے پکارا تو ان کے غلام نے اسے روکا۔ زخم سے خون جاری تھا، اور اسی زخم سے ان کی وفات ہوئی۔ تاریخ ۱۰ جمادی الثانی ۳۶ھ (۲ دسمبر ۶۵۶ء) اور دن جمعرات (یا جمعہ) تھا۔ ان کی عمر ۶۴ (یا ۶۰) برس ہوئی۔ دوسری روایت ہے کہ وہ جنگ جمل کے پہلے شہید تھے، اختتام جنگ پر حضرت علی نے میدان میں ان کا لاشہ دیکھ کر انتہائی دکھ کا اظہار کیا۔ دوپہر کے بعد جنگ سیدہ عائشہ کی کمان میں لڑی گئی اور عصر تک جاری رہی۔ ۴۰ (یا ۷۰) آدمی شہید ہوئے جنھوں نے باری باری حضرت عائشہ کے اونٹ 'عسکر' کی نکیل تھامی، اونٹ بھی مارا گیا تو ساری فوج شکست کھا گئی۔ حضرت علی نے ہدایت دی، جنگ سے بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، زخمی پر وار نہ کیا جائے اور گھروں میں نہ گھسا جائے۔ تسمے کاٹ کر سیدہ عائشہ کا ہودہ اتارا گیا، علی ان سے عزت و اکرام سے پیش آئے۔ محمد بن ابوبکر نے اپنی بہن کی خیریت دریافت کی اور انھیں بصرہ لے گئے۔ جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت علی نے لوگوں سے بیعت لی اور عبداللہ بن عباس کو بصرہ کا گورنر مقرر کیا۔ طلحہ کے بیٹے محمد (سجاد) جن سے وہ 'ابومحمد' کنیت کرتے تھے، جنگ جمل ہی میں 'عسکر' کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔

طلحہ کو دریا کنارے دفن کیا گیا۔ شہادت کے کچھ عرصہ بعد ان کے اہل خانہ میں سے کسی (دوسری روایت: عائشہ بنت طلحہ) نے خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں، مجھے اس رستے پانی سے نجات کیوں نہیں دلاتے، میں تو ڈوب گیا ہوں۔ گورنر ابن عباس (یا عائشہ) نے قبر کھدوائی تو پانی سے بھری ہوئی تھی۔ انھوں نے طلحہ کا جسد نکلوایا اور ۱۰ ہزار درہم میں بصرہ کے مضافات میں واقع ابوبکرہ کا ایک گھر خرید کر اس میں دوبارہ تدفین کرائی۔ طلحہ کی میت روز اول کی طرح تر و تازہ تھی البتہ زمین کے ساتھ مس کرنے والا چہرے اور ڈاڑھی کا حصہ سبزی مائل ہو چکا تھا۔

جنگ جمل ختم ہونے کے کچھ عرصہ بعد طلحہ بن عبیداللہ کے فرزند عمران حضرت علی کے پاس آئے۔ علی نے انھیں خوش آمدید کہا اور آؤ بھتیجے! کہہ کر اپنے ساتھ چادر پر بٹھا لیا۔ انھوں نے اس توقع کا اظہار کیا، اللہ مجھے اور تمھارے باپ طلحہ کو ان لوگوں میں شامل کرے گا جن کا ذکر اس نے اپنے اس ارشاد میں کیا ہے، 'و نزعنا ما فی صدورھم من غل اخواناً علی سرر متقٰبلین'۔ ہم (جنت میں داخلہ کے وقت) ان کے سینوں جو کھوٹ کپاٹ ہے، نکال باہر کریں گے، یہ بھائی بھائی بن کر تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے۔ (سورۂ حجر ۱۵: ۴۷) دو آدمی (ابن کوا

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

اور حارث ہمدانی) بچھونے کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے، بول پڑے، اللہ کی طرف سے یہ توقع پوری ہونے کا کوئی امکان نہیں۔ کل تو تم ان کو قتل کر رہے تھے اور اب جنت میں بھائی بھائی بن کر آمنے سامنے تختوں پر بیٹھ جاؤ گے۔ علی زور سے چلائے، (ایک روایت کے مطابق حارث کا گریبان پکڑ لیا اور اسے درہ مارا) اٹھو یہاں سے، روئے زمین پر انتہائی پھٹکارے ہوئے اور بد بخت ترین لوگو! اگر میں اور طلحہ جنت میں اکٹھے نہ ہوں گے تو پھر کون ہوگا؟ پھر عمران بن طلحہ سے پوچھا، تمھارے بھائی بہن کیسے ہیں؟ گزشتہ سالوں میں ہم نے تمھاری زمین اس لیے قبضہ میں نہیں لی کہ ہم اسے ہتھیانا چاہتے تھے۔ ہمیں اندیشہ تھا کہ لوگ اس پر قبضہ نہ کر لیں پھر علی نے ایک اہل کار کو بلا کر کہا، گورنر کوفہ ابن قرظہ کے پاس جاؤ اور اسے کہو، عمران کو اس کی زمین واپس کرے اور پچھلے سالوں کی آمدن لوٹا دے۔ حضرت علیؓ کی ایک اور روایت ہے، میرے کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے، طلحہ و زبیر جنت میں میرے پڑوسی ہوں گے۔

طلحہ بن عبید اللہ میانہ قد، خوب رو، سپیدی مائل گندم گوں، پتلی ناک اور چوڑے شانوں والے تھے۔ ان کے سر پر بہت بال تھے جو نہ بالکل سیدھے نہ بہت گھنگھریالے تھے، بالوں پر کوئی رنگ نہ لگاتے۔ عام طور پر زرد کپڑے پہنتے۔ انھیں تیز تیز چلنے کی عادت تھی۔ طلحہ سونے کی انگوٹھی پہنتے جس میں سرخ یاقوت جڑا ہوتا، یہ وفات کے وقت بھی ان کے ہاتھ میں تھی۔ ایک بار حضرت عمر نے دیکھا کہ طلحہ نے حالت احرام میں گیرو (گل ارمنی) سے رنگی ہوئی سرخ چادریں اوڑھ رکھی ہیں، پوچھا، طلحہ! ان چادروں کا کیا معاملہ ہے؟ طلحہ نے جواب دیا، امیر المومنین! ہم نے انھیں مٹی سے رنگا ہے۔ عمر نے کہا، تم جماعت ائمہ سے تعلق رکھتے ہو، لوگ تمھاری پیروی کرتے ہیں۔ کسی نادان نے دیکھ لیا تو کہے گا، طلحہ حالت احرام میں رنگ دار کپڑے پہنا کرتے تھے۔ احرام باندھنے والے کا بہترین لباس تو سفید چادریں ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

طلحہ جلد غصہ میں آجاتے تھے۔ عہد صدیقی میں ایک بار وہ عثمان، علی، زبیر، عبد الرحمان اور سعد کے ساتھ بیٹھے کوئی گفتگو کر رہے تھے۔ سیدنا عمر کا وہاں سے گزر ہوا، سب خاموش ہو گئے تو انھوں نے پوچھا، کیا بات چیت ہو رہی ہے؟ کسی نے بتانا مناسب نہ سمجھا تو عمر نے کہا، مجھے خوب معلوم ہے تم اکیلے کیا باتیں کرتے ہو۔ طلحہ غصے میں آگئے اور کہا، ابن خطاب! کیا آپ ہمیں غیب کے علم سے بتائیں گے؟ غیب تو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

طلحہ بن عبید اللہ کا ذریعۂ معاش تجارت تھا، مدینہ آنے کے بعد انھوں نے زراعت بھی شروع کر دی۔ اپنے کنبے کا سال بھر کا غلہ وہ مدینہ ہی کی زمین سے حاصل کرتے۔ یہ زمین ایک کنویں سے سیراب کی جاتی جس کا رہٹ

چلانے کے لیے ۲۰ اونٹ موجود تھے۔ کہا جاتا ہے، وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے کنویں سے پانی حاصل کر کے گندم کاشت کی۔ کوفہ کی زرخیز اراضی نشاستج اور عراق کے دیگر قطعات سے طلحہ کو ایک ہزار درہم روزانہ کی آمدن حاصل ہوتی۔ خیبر کی جاگیر وہ فروخت کر چکے تھے۔ دوسری روایت کے مطابق ان کی عراق سے ہونے والی سالانہ آمدن ۴ لاکھ درہم، صنعا (یمن) کے پہاڑی علاقے سراۃ سے ایک لاکھ دینار کے لگ بھگ حاصل ہوتے۔ ان کے دوسرے ذرائع آمدن بھی تھے۔ وفات کے وقت انھوں نے ۳ کروڑ درہم کی مالیت کا ترکہ چھوڑا، اس میں ۲۲ لاکھ درہم، ۲ لاکھ دینار نقد اور سیروں سونا چاندی تھے، باقی مالیت کی اراضی اور جائیداد تھی۔

طلحہ صاحب ثروت ہونے کے ساتھ بے حد فیاض اور سخی تھے۔ انھوں نے کئی مواقع پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گراں قدر رقوم پیش کیں، جنگ بدر میں اپنے مال سے فدیہ دے کر دس قیدی چھڑائے، غزوۂ عمرہ میں سب مسلمانوں کے کھانے کا خرچ برداشت کیا اور غزوۂ تبوک کے مصارف کے لیے زر کثیر خرچ کیا۔ غزوۂ ذی قرد میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بیسان نام کے ایک نمکین چشمے پر ہوا۔ آپ نے فرمایا، اب اس کا نام نعمان اور پانی میٹھا ہو گا۔ طلحہ نے اسے خرید کر عام مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ قبیصہ بن جابر کہتے ہیں، میں نے طلحہ بن عبید اللہ کے علاوہ کسی کو نہیں دیکھا کہ بغیر مانگے بڑی بڑی رقمیں دے دیتا ہو۔ سائب بن یزید کا کہنا ہے، میں سفر و حضر میں طلحہ کے ساتھ رہا، کپڑے لتے، کھانے پینے اور درہم و دینار دینے میں ان سے بڑھ کر کسی کو سخی نہیں پایا۔ عہد عثمانی کے گورنر کوفہ سعید بن عاص کے پاس ایک شخص خنیس آیا اور کہا، طلحہ بن عبید اللہ کتنے سخی ہیں۔ سعید نے جواب دیا، جس کے پاس نشاستج جیسی اراضی ہو، ضرور سخی و فیاض ہو گا۔ بخدا! اگر میرے پاس ایسی جائیداد ہوتی تو اللہ (میرے ذریعے) تمھیں بھی عیش و آرام والی زندگی دیتا۔ ایک دفعہ طلحہ کو ان کی اہلیہ سُعدی بنت عوف نے رنجیدہ دیکھا تو کہا، ہم گھر والوں کی کوئی بات ناگوار گزری ہے تو معذرت کر لیتے ہیں۔ جواب دیا، میرے پاس کچھ مال ہے جس نے مجھے بوجھل اور پریشان کر رکھا ہے۔ سُعدی نے اسے بانٹنے کا مشورہ دیا تو انھوں نے اپنی قوم کے لوگوں کو بلا کر یہ سارا مال تقسیم کر دیا، پوچھنے پر بتایا کہ کل ۴ لاکھ درہم تھے۔ ایک بار ان کے پاس حضر موت سے ۷ لاکھ درہم آئے۔ رات بھر بے چین رہے تو زوجہ ام کلثوم بنت ابوبکر نے پوچھا، اس بے کلی کی کیا وجہ ہوئی؟ کہا، جو شخص رات کو اس قدر مال گھر میں رکھ کر سوتا ہو، اپنے رب سے کیا ہی بدگمان ہو گا؟ انھوں نے مشورہ دیا، صبح ہوتے ہی اسے پلیٹوں اور تھالوں میں رکھ کر دوستوں میں بانٹ دیں۔ طلحہ خوش ہوئے اور کہا، تو نیک انسان (ابوبکر) کی نیک بیٹی ہے۔ دن چڑھتے ہی طلحہ نے ساری رقم مہاجرین و انصار میں تقسیم کر دی۔ آخری ایک ہزار حضرت علی کی اہلیہ کو ملے۔ ایک اور بار ایک بڑی رقم ان کے ہاتھ

آئی تو ایک ہزار گھر والوں کے لیے رکھ کر باقی بانٹ دیے۔ اپنے قبیلے بنو تیم کے نادار کو دیکھتے تو اس کی اور اس کے اہل خانہ کی ضرورت پوری کیے بغیر جانے نہ دیتے۔ بنو تیم کی بیواؤں اور ان کے رنڈووں کی شادیاں کراتے، شادی شدہ حضرات کی خدمت کرتے اور قرض تلے دبے ہوئے لوگوں کے قرض چکاتے۔ طلحہ ہر سال اپنی فصل آنے پر سیدہ عائشہ کو ۱۰ ہزار درہم بھیجتے۔ انھوں نے صبیحہ تیمی کے ۳۰ ہزار درہم چکائے، عبیداللہ بن معمر اور عبداللہ بن عامر کا ۸۰ ہزار قرض ادا کیا۔ ایک بدو نے قرابت داری کا واسطہ دے کر طلحہ سے سوال کیا تو کہا، رحم کا واسطہ دے کر پہلے مجھ سے کسی نے نہیں مانگا۔ میرے ایک قطعۂ زمین کی عثمان ۳ لاکھ درہم قیمت دے رہے ہیں، یہ رقم چاہیے تو جا کر ان سے لے لو یا میں وصول کر کے تمھارے حوالے کر دیتا ہوں۔ پھر بدو کے کہنے پر اسے قیمت لے دی۔ معاویہ کہتے ہیں، طلحہ نے عمدہ، سخاوت سے بھرپور، شرافت والی زندگی گزاری اور فقیرانہ حالت میں قتل ہوئے۔ انھی خوبیوں کی بنا پر انھیں ''طلحۂ خیرؓ''، ''طلحۂ فیاضؓ'' اور ''طلحۂ جودؓ'' کہا جاتا تھا۔ ایک روایت کے مطابق یہ القابات انھیں خود آنحضرت نے علی الترتیب جنگ احد، غزوۂ عُشیرہ (یا ذی قَرَد) اور غزوۂ خیبر (یا حنین) کے مواقع پر عطا فرمائے تھے۔

طلحہ بن عبیداللہ کا شمار قریش کے بردباروں میں ہوتا تھا، وہ ابوبکر و عمر کے خاص مشیروں میں شامل تھے۔ علقمہ لیثی کہتے ہیں، طلحہ کو جنگ جمل میں حصہ لینے پر بہت پشیمانی تھی، تنہائی میں بیٹھ کر ندامت سے بار بار ڈاڑھی پر ہاتھ مارتے۔ ان کا قول ہے، آدمی کا کم ترین عیب ہے کہ وہ گھر میں بیٹھا رہے۔

عثمان تیمی روایت کرتے ہیں، حج میں ہم طلحہ بن عبیداللہ کے ساتھ حالت احرام میں تھے۔ طلحہؓ کے لیے بھنے ہوئے پرندے کا تحفہ آیا۔ وہ سو رہے تھے، ہم میں سے کچھ لوگوں نے کھا لیا جب کہ کچھ نے اجتناب کیا۔ طلحہ بیدار ہوئے تو کھانے والوں کو درست قرار دیا اور کہا، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس حالت میں شکار کا گوشت کھایا ہے۔ مالک بن اوس نے ۱۰۰ دینار (اشرفیاں) بھنانا چاہے، طلحہ بن عبیداللہ سے ان کی بات طے ہو گئی۔ طلحہ نے دینار لے لیے، ہاتھوں میں الٹ پلٹ کر کہنے لگے، اترائی کے باغات سے میرا خزانچی لوٹ آئے تو ابھی میں ان کی ریزگاری (چاندی کے سکے، درہم) دیتا ہوں۔ حضرت عمرؓ ان کا مکالمہ سن رہے تھے، انھوں نے مالکؓ سے کہا، تم طلحہؓ سے خردہ وصول کیے بغیر نہیں جا سکتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، سونا سونے (یا چاندی) کے بدلہ میں سود ہے مگر یہ کہ لین دین ہاتھ کے ہاتھ ہو، گندم گندم کے بدلے میں سود ہے مگر یہ کہ ہاتھ کے ہاتھ ہو، جو کے بدلہ میں جو سود ہے مگر یہ کہ ہاتھ کے ہاتھ ہو۔ کھجور کھجور کے بدلے میں بیچنا سود ہے مگر یہ کہ سودا نقد بہ نقد ہو۔

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

طلحہ پہلے قاریوں میں سے تھے۔ ان کا شمار قلیل الروایت صحابہ میں ہوتا ہے۔ سائب بن یزید کہتے ہیں، میں طلحہ بن عبید اللہ، سعد، مقداد اور عبد الرحمان بن عوف کی صحبت میں رہا اور کبھی انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کرتے نہیں سنا۔ ہاں طلحہ سے میں نے جنگ احد کے حالات سنے تھے۔ بخاری میں ان سے مروی ایک حدیث (رقم: ۴۶) درج ہے جس کی کئی ابواب میں تکرار ہوئی ہے۔ مسلم میں ۴ احادیث (ارقام: ۹، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۶۲۰۱) مروی ہوئی ہیں۔ طلحہ سے ان کے بیٹوں یحییٰ، موسیٰ اور عیسیٰ نے حدیث روایت کی ہے۔ دیگر راویوں کے نام ہیں، سائب بن یزید، مالک بن اوس، ابوعثمان نہدی، قیس بن ابوحازم، مالک بن ابوعامر، احنف بن قیس اور ابوسلمہ بن عبد الرحمان۔

۶ خواتین طلحہ بن عبید اللہ کے عقد میں آئیں جن میں سے ۲ کی بہنیں نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں تھیں۔ ان خواتین، ۲ امہات اولاد (باندیاں جن سے اولاد ہو جائے) اور ایک سبیہ (جنگ میں قید ہو کر ملنے والی عورت) سے ان کے ۱۵ بچے (۴ لڑکیاں اور ۱۱ لڑکے) ہوئے۔ انھوں نے اپنے تمام بیٹوں کو انبیا کے ناموں سے موسوم کیا۔ (۱) حمنہ (ام المومنین زینب بنت جحش کی بہن) بنوخزیمہ سے تھیں، امیمہ بنت عبد المطلب ان کی والدہ تھیں۔ ان سے محمد (سجاد) اور عمران پیدا ہوئے۔ محمد جنگ جمل میں اپنے والد کے ساتھ شہید ہوئے۔ (۲) بنوتمیم کی خولہ بنت لہب بنت قعقاع سے موسیٰ نے جنم لیا۔ (۳) عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی ام ابان سے یعقوب، اسماعیل اور اسحاق کی پیدائش ہوئی۔ یعقوب بڑے شہ سوار تھے، جنگ حرہ میں شہید ہوئے۔ (۴) حضرت ابوبکر کی صاحب زادی (ام المومنین عائشہ کی بہن) ام کلثوم سے زکریا، یوسف اور عائشہ ہوئے۔ (۵) سُعدی بنت عوف سے عیسیٰ اور یحییٰ پیدا ہوئے۔ (۶) بنوطے کی جربا (ام حارث) بنت قسامہ سے ام اسحاق ہوئیں۔ ام اسحاق کی شادی پہلے حضرت علی کے بڑے صاحب زادے حسن سے ہوئی، ان کی وفات کے بعد ان کے چھوٹے بھائی حسین کے عقد میں آئیں۔ انھی کے بطن سے فاطمہ بنت حسین پیدا ہوئیں (۷، ۸) ایک ام ولد سے صعبہ اور دوسری سے مریم نے جنم لیا۔ (۹) بنو تغلب کی جنگی قیدی فرعہ سے صالح کی پیدائش ہوئی۔ ابن حجر نے ۲ مزید ازواج فارعہ بنت ابوسفیان (ام المومنین ام حبیبہ کی بہن) اور رقیہ بنت ابوامیہ (ام المومنین ام سلمہ کی بہن) کا ذکر بھی کیا ہے۔ حضرت ابوبکر کے پوتے عبد اللہ بن عبد الرحمان اور مصعب بن زبیر طلحہ کے داماد تھے۔

مطالعۂ مزید: السیرۃ النبویہ (ابن ہشام)، الطبقات الکبری (ابن سعد)، الجامع المسند الصحیح (بخاری، شرکۃ دارالارقم)، المسند الصحیح المختصر من السنن (مسلم، شرکۃ دارالارقم)، تاریخ الامم والملوک

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

(**طبری**)،الاستیعاب فی معرفة الاصحاب (**ابن عبدالبر**)، اسد الغابه فی معرفة الصحابه (**ابن اثیر**)، تاریخ الاسلام (**ذہبی**)،سیر اعلام النبلاء (**ذہبی**)،البدایه والنهایه (**ابن کثیر**)، فتح الباری (**ابن حجر**)، الاصابه فی تمییز الصحابه (**ابن حجر**)،*اردو دائرۂ معارف اسلامیہ*(**مقالہ جات**:Della Vida، L Veccia Vag Lieri)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org